بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے روشن ثبوت ہیں، اب کوئی شخص ان ثبوتوں کو ضائع کرتا ہے تو وہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ضائع کرنا چاہتا ہے، پس وہی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی قدر کرسکتا ہے جو صحابہ کرام کی قدر کرتا ہے۔ جو صحابہ کرام کی قدر نہیں کرتا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر نہیں کرتا

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 16 مارچ 2018 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر صحابہ رضوان اللہ علیہم کا مقام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے روشن ثبوت ہیں۔ اب کوئی شخص ان ثبوتوں کو ضائع کرتا ہے تو وہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ضائع کرنا چاہتا ہے۔ پس وہی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی قدر کرسکتا ہے جو صحابہ کرام کی قدر کرتا ہے۔ جو صحابہ کرام کی قدر نہیں کرتا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر نہیں کرتا۔ کیونکہ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو اور صحابہ سے دشمنی۔ آپ نے فرمایا کہ صحابہ کرام کی وہ پاک جماعت تھی جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی الگ نہیں ہوئی اور آپ کی راہ میں جان دینے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ فرماتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ایسے گم ہوگئے کہ اس کے لئے ہر ایک تکلیف اور مصیبت اٹھانے کو ہر وقت تیار تھے۔

پس یہ وہ مقام ہے صحابہ رضوان اللہ علیہم کا جو ہر احمدی کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ صحابہؓ کی سیرت ہمارے لئے نمونہ ہے اور ہمیں ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس وقت میں بعض صحابہ کے کچھ واقعات بیان کروں گا۔

ایک صحابی ابودجانہ انصاری تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ ہجرت سے پہلے اسلام قبول کیا تھا مدینہ کے رہنے والے تھے۔ جنگ بدر میں بھی شامل ہوئے اور انتہائی بہادری کے جوہر دکھائے۔ اسی طرح احد کی جنگ میں بھی شمولیت کی انہیں توفیق ملی اور جنگ کا رخ پلٹنے کے بعد جو صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہ گئے تھے ان میں حضرت ابودجانہ بھی شامل تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں یہ انتہائی زخمی بھی ہو گئے تھے لیکن ان زخموں کے باوجود پیچھے نہیں ہٹے۔

جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ کرتے ہوئے آپ نے شہادت پائی۔ انہوں نے بڑی بہادری سے قلعہ کا دروازہ کھولنے کے لئے جو اندر بند ہوگیا تھا، ایک تدبیر کی اور اپنے ساتھیوں کو کہا کہ مجھے دیوار سے اندر پھینک دو بڑی اونچی فصیل تھی۔ اس طرح جب ان کو پھینکا گیا تو گرنے سے ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی لیکن اس کے باوجود بڑی بہادری سے لڑتے ہوئے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور مسلمان اندر داخل ہوگئے۔ اور اس حالت میں لڑتے ہوئے وہ شہید ہوئے۔ ایک دفعہ بیماری میں اپنے ساتھی کو کہنے لگے کہ شاید میرے دو عمل اللہ تعالیٰ قبول کرلے۔ ایک یہ کہ میں کوئی لغو بات نہیں کرتا غیبت نہیں کرتا لوگوں کے پیچھے ان کی باتیں نہیں کرتا دوسرے یہ کہ کسی مسلمان کے لئے میرے دل میں کینہ اور بغض نہیں ہے۔

پھر حضرت محمد مسلمہ کا ذکر ملتا ہے جو ابتدائی انصاری مسلمانوں میں سے تھے بڑے بہادر اور نڈر انسان تھے احد کی جنگ میں محمد بن مسلمہ بڑی ثابت قدمی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ڈٹے رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ان کو اپنی تلوار عطا فرماتے ہوئے فرمایا کہ جب تک مشرکین کے ساتھ تمہاری جنگ ہو اس تلوار کے ساتھ ان سے جنگ کرتے رہنا اور جب ایسا زمانہ آئے کہ مسلمان آپس میں لڑنے لگ جائیں تو یہ تلوار توڑ دینا اور اپنے گھر بیٹھ جانا یہانتک کہ کوئی تم پر حملہ آور ہو یا تمہاری موت آجائے۔ انہوں نے اس نصیحت پر عمل کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد اس تلوار کو توڑ دیا اور لکڑی کی ایک تلوار بنائی جو میان میں لٹکاتے تھے۔ بعض صحابہ کہتے تھے کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد مسلمانوں میں جو فتنہ شروع

ہواس کا اگر کسی پر اثر نہیں ہوا تو وہ محمد بن مسلمہ تھے۔ انہوں نے فتنوں سے بچنے کے لئے ویرانے میں ڈیرہ ڈال لیا۔

پس یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے جب جنگ کی تو اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مشرکین جو دین کو ختم کرنے کے لئے حملہ کر رہے ہیں ان سے لڑو۔ جب تک مسلمان اس بات پر قائم رہے ان کی طاقت بھی ایسی رہی کہ وہ غالب آتے رہے اور جب آپس میں لڑائیاں شروع ہوئیں جب منافقین کی باتوں میں آ کر آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگے تو بیشک حکومتیں تو چلتی رہیں لیکن وحدت نہیں رہی اور آہستہ آہستہ حکومت بھی کمزور ہوتی گئی اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے جو آپس میں اختلافات ہیں ان کی انتہا ہو چکی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دوسری پیشگوئی بھی پوری ہو چکی ہے کہ اندھیرے زمانے کے بعد جب روشنی کا زمانہ آئے مسیح موعود کا زمانہ آئے تو مسیح موعود کو مان لینا اور جماعت کے ساتھ منسلک ہو جانا کہ اسی میں برکت ہے لیکن اس آنے والے کو نہ مان کر مسلمان اپنے ہی ملکوں میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج غیر مسلم دنیا عملاً مسلمانوں پر حکومت کر رہی ہے۔

ایک ایک خوش قسمت ابتدائی صحابی حضرت ابوایوب انصاری تھے، جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ مکہ سے ہجرت کے بعد انہیں کے گھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا۔ اوپر کی منزل میں ابوایوب انصاری رہتے تھے نچلا حصہ سارا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تقریباً چھ سات مہینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں مقیم رہے۔ مہمان نوازی کا بھی انہوں نے خوب حق ادا کرنے کی کوشش کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے ہوئے کھانے سے یہ کھانا کھاتے تھے۔ روایت میں لکھا ہے کہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے نشان ہوتے تھے وہاں سے یہ جو بچ کے آتا تھا کھانا تو وہاں سے یہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ عجیب عشق و محبت کے قصے ہیں یہ۔

حضرت ابوایوب انصاری تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ خیبر کی جنگ میں جو یہودی سردار مارا گیا تھا اس کی بیٹی صفیہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں تو رخصتانے کے اگلے دن صبح جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کے لئے باہر آئے تو دیکھا کہ ابوایوب انصاری باہر پہرے پر کھڑے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ تم پہرے پر کھڑے ہو۔ انہوں نے عرض کی کہ حضرت صفیہ کے عزیز رشتہ داروں کو ہمارے ہاتھوں نقصان پہنچا ہے۔ اس لئے مجھے خیال پیدا ہوا کہ کوئی آ کے اپنا بدلہ لینے کی کوشش نہ کرے۔ اس لئے میں پہرے کے لئے آ گیا تھا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں یوں دعا کی کہ اے اللہ! ابوایوب کو ہمیشہ اپنی حفاظت اور امان میں رکھنا، جس طرح رات بھر یہ میری حفاظت کے لئے مستعد رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی حفاظت اور امان کی جو دعا کی تھی اس کا نتیجہ تھا کہ آپ نے بہت سی جنگوں میں شمولیت کی اور ہر جگہ غازی بن کر آئے اور بڑی لمبی عمر پائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن رواحہ تھے جو عرب کے مشہور شاعر بھی تھے اور شاعر رسول کے لقب سے بھی جانے جاتے تھے۔ غزوہ بدر کے ختم ہونے کے بعد فتح کی خبر بھی مدینہ پہنچانے والے آپ ہی تھے۔ حضرت عروہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان اور مشرکین اور یہود ملے جلے بیٹھے تھے۔ اس مجلس میں حضرت عبداللہ بن رواحہ بھی تھے۔ جب آپؐ مجلس کے قریب پہنچے تو وہاں سواری کی وجہ سے تھوڑی سی گرد اُڑی۔ عبداللہ بن ابی نے اپنی ناک اپنی چادر سے ڈھانپ لی اور کہا کہ ہم پر گرد نہ ڈالو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں السلام علیکم کہا اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور ان پر قرآن پڑھا۔ عبداللہ بن ابی کہنے لگا کہ یہ اچھی بات نہیں، اگر جو تم کہتے ہو، سچ ہے تو پھر بھی ہماری مجالس میں ہمیں تکلیف نہ دو اور اپنے ڈیرے کی طرف لوٹ جاؤ اور جو تمہارے پاس آئے اس کے پاس بیان کرو۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ ہماری مجلس میں تشریف لایا کریں ہم یہ پسند کرتے ہیں۔ یہ اس غیرت اور محبت کا بے اختیار اظہار تھا جو عبداللہ بن رواحہ نے کیا اور ان سرداروں اور دنیاداروں کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم میں اصحاب کو بھیجا جن میں حضرت عبداللہ بن رواحہ بھی شامل تھے۔ جمعہ کا دن تھا مہم میں شامل باقی اصحاب تو صبح کو روانہ ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ میں پیچھے رہ کر جمعہ کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کر کے پھر ان سے جا ملوں گا۔ نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو مسجد میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ تجھے کس چیز نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہونے سے روک رکھا ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میری بے حد خواہش اور تمنا تھی کہ میں نماز جمعہ میں حضور کے ساتھ شریک ہو کر حضور کا خطبہ سن لوں اور پھر پیچھے سے جا کر اس رستے سے جا ملوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین میں جو کچھ ہے اگر وہ سب بھی تم خرچ کر ڈالو تو جو لوگ حسب ہدایت علی

الصبح مہم پر روانہ ہوکر سبقت لے گئے وہ اجر اور ثواب تم ہرگز نہیں پا سکتے۔اس کے بعد روایات میں آتا ہے کہ جب کسی غزوے یا مہم پر جانا ہوتا تو حضرت عبداللہ بن رواحہ سب سے پہلے اس دستہ میں شامل ہوتے اور سب سے آخر میں مدینہ واپس لوٹا کرتے تھے۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ موتہ میں حضرت زید بن حارثہ کو سردار لشکر بنایا اور فرمایا کہ اگر یہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن ابی طالب امیر لشکر ہوں گے اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ قیادت سنبھالیں گے۔اگر عبداللہ بھی شہید ہوں تو مسلمان جس کو پسند کریں اس کو اپنا سردار بنالیں۔اس لشکر کی روانگی اور الوداع کا وقت آیا تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رونے لگے۔لوگوں نے کہا کہ عبداللہ روتے کیوں ہو۔ کہنے لگے کہ خدا کی قسم مجھے دنیا سے ہرگز کوئی محبت نہیں ہے، لیکن میں نے اس آیت کہ وَاِنۡ مِّنۡكُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا‌ ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتۡمًا مَّقۡضِيًّا کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر ایک شخص کو ایک دفعہ ضرور آگ کا سامنا کرنا ہے۔پس میں نہیں جانتا کہ پل صراط پر چڑھنے کے بعد پار اترنے پر میرا کیا حال ہوگا۔ان اللہ کا خوف رکھنے والوں کے بارے میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین انجام کی خبر دی اس کا بھی ذکر ملتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ موتہ کے امرائے لشکر کے بارے میں فرمایا کہ میں نے ان کو جنت میں سونے کے تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔

میدان جہاد میں حضرت عبداللہ بن رواحہ نے بہادری کے خوب جوہر دکھائے۔مصعب بن شیبہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت زید اور حضرت جعفر بھی شہید ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ میدان میں آگے تشریف لائے۔جب انہیں نیزہ لگا تو خون کی ایک دھار جسم سے نکلی آپ نے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے اور ان میں خون لے کر اپنے منہ کے اوپر مل لیا۔پھر وہ دشمن اور مسلمانوں کی صفوں کے درمیان گر گئے مگر آخری سانس تک سردار لشکر کے طور پر مسلمانوں کا حوصلہ بڑھاتے رہے اور نہایت مؤثر جذباتی رنگ میں مسلمانوں کو انگیخت کرتے ہوئے اپنی مدد کے لئے بلاتے رہے کہ دیکھو اے مسلمانو یہ تمہارے بھائی کا لاشہ دشمنوں کے سامنے پڑا ہوا ہے آگے بڑھو اور دشمنوں کو اپنے اس بھائی کے راستے سے دور کرو اور ہٹاؤ چنانچہ مسلمانوں نے اس موقع پر بڑے زور کے ساتھ کفار پر حملہ کیا اور پے درپے حملے کیے۔اس دوران حضرت عبداللہ کی شہادت بھی ہوگئی۔

ان کی ایک خصوصیت کے بارے میں ان کی بیوہ نے کیا ہی خوبصورت گواہی دی، کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ کبھی گھر سے باہر نہیں جاتے تھے جب تک کہ دو رکعت نفل نماز ادا نہ کر لیں۔اسی طرح جب گھر میں داخل ہوتے تھے تو آپ کا پہلا کام یہ ہوتا تھا کہ وضو کر کے دو رکعت نفل نماز ادا کیا کرتے تھے۔حضرت ابولیلہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اس دوران آپ نے فرمایا کہ لوگو بیٹھ جاؤ۔حضرت عبداللہ بن رواحہ مسجد سے باہر خطبہ سننے کے لئے حاضر ہو رہے تھے وہ وہیں پر بیٹھ گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا عَلٰى طَوْعِيَةِ اللّٰهِ وَطَوْعِيَةِ الرَّسُوْلِ۔کہ اے عبداللہ بن رواحہ! اللہ اور رسول کی اطاعت کا تمہارا یہ جذبہ اللہ تعالیٰ اور بڑھائے۔

آپ ایک بلند پایہ شاعر تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کے شعراء میں حضرت کعب بن مالک اور حضرت حسان بن ثابت کے علاوہ یہ تیسرے بلند پایہ شاعر تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک شعر حضرت عبداللہ بن عبداللہ نے ایسا کہا کہ اسے آپ کا بہترین شعر کہا جا سکتا ہے۔وہ شعر آپ کی دلی کیفیت کو خوب بیان کرتا ہے جس میں حضرت عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اگر سچائی اور صداقت کا اظہار کرنے کے لئے وہ تمام کھلے کھلے اور روشن نشانات نہ بھی ہوتے جو آپ کے ساتھ تھے تو بھی محض آپ کا چہرہ ہی آپ کی صداقت کے لئے کافی تھا جو خود آپ کی سچائی کا اعلان کر رہا تھا۔یہ لوگ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھ کر ہی حق کو پہچانا۔

پھر تاریخ میں ہمیں دو چھوٹی عمر کے بھائیوں کا بھی ذکر ملتا ہے جن کی جرأت حیرت انگیز تھی۔حضرت معاذ بن حارث بن رفاعۃ اور حضرت معوذ بن حارث بن رفاعۃ۔غزوہ بدر میں شریک تھے۔حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب جنگ شروع ہوئی تو میں نے اپنے دائیں بائیں نظر کی تو دیکھا کہ انصار کے دو نوجوان لڑکے میرے پہلو میں کھڑے ہیں۔انہیں دیکھ کر میرا دل کچھ بیٹھ سا گیا۔میں اس خیال میں ہی تھا کہ یہ بچے میری کیا حفاظت کریں گے کہ ان لڑکوں میں سے ایک نے مجھے آہستہ سے پوچھا کہ چچا وہ ابوجہل کہاں ہے جو مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ دیا کرتا تھا۔میں نے خدا سے عہد کیا ہے کہ میں اسے قتل کروں گا یا قتل کرنے کی کوشش میں مارا جاؤں گا۔کہتے ہیں میں نے ابھی اس کا جواب نہیں دیا تھا کہ دوسری طرف سے دوسرے نے بھی اسی طرح آہستہ سے یہی سوال کیا تو میں ان کی جرأت دیکھ کر حیران رہ گیا کیونکہ ابوجہل سردار لشکر تھا اور اس کے چاروں طرف آزمودہ کار سپاہی موجود تھے۔میں نے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا کہ وہ ابوجہل ہے۔عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میرا اشارہ کرنا تھا کہ دونوں بچے باز کی طرح

جھپٹے اور دشمن کی صفیں کاٹتے ہوئے آن کی آن میں وہاں پہنچ گئے اور تیزی سے وار کیا کہ ابوجہل اور اس کے ساتھی دیکھتے رہ گئے اور ابوجہل کو نیچے گرا لیا۔ عکرمہ بن ابوجہل بھی اپنے باپ کے ساتھ تھا وہ اپنے باپ کو تو نہیں بچا سکا مگر اس نے پیچھے سے معاذ پر ایسا وار کیا کہ ان کا دایاں بازو کٹ گیا۔ اور لٹکنے لگا۔ معاذ نے عکرمہ کا پیچھا کیا مگر وہ بچ گئے۔ چونکہ کٹا ہوا بازو لڑنے میں روک پیدا کر رہا تھا تو معاذ نے اسے زور کے ساتھ کھینچ کر اپنے جسم سے علیحدہ کر دیا اور پھر لڑنے لگ گئے۔ تو ان لڑکوں میں غیرت ایمانی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق تھا جس نے انہیں نڈر بنا دیا کہ وہ شخص جو اسلام کو ختم کرنا چاہتا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی سال تک تکلیفیں دیتا رہا اس کا انجام ہمارے ہاتھوں سے ہو۔ یہ آجکل کے نام نہاد جہادیوں کی طرح نہیں ہیں کہ نوجوانوں کو، بچوں کو ریڈیکلائز کر لیتے ہیں کہ آؤ اور جنگ کرو اسلام کے لئے بلکہ ایک مقصد تھا ان کا کہ دشمن اگر ہمیں اب امن نہیں دیتا باوجود اس کے کہ ہم علیحدہ ہو گئے ہیں تو پھر اس کے لئے ہمیں ہر قربانی دینی چاہئے تا کہ امن کا قیام ہو نہ کہ فتنہ پیدا ہو۔ پس آجکل کے جہادیوں میں اور ان جہاد کرنے والوں میں بڑا فرق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

میں یہی نمونہ صحابہ کا اپنی جماعت میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو وہ مقدم کر لیں اور کوئی امر ان کی راہ میں روک نہ ہو۔ وہ اپنے مال اور جان کو ہیچ سمجھیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگوں کے کارڈ آتے ہیں کسی تجارت یا کام میں نقصان ہوا یا اور کسی قسم کا ابتلا آیا تو جھٹ شبہات میں پڑ گئے کہ پتا نہیں ہم نے مسیح موعود کو مان کے غلطی تو نہیں کر لی۔ فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اصل مطلب اور مقصد سے وہ کس قدر دور ہیں۔ غور کرو کہ کیا فرق ہے صحابہ میں اور ان لوگوں میں۔ صحابہ یہ چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کو راضی کریں خواہ اس راہ میں کیسی ہی سختیاں اور تکلیفیں اٹھانی پڑیں اگر کوئی مصائب اور مشکلات میں نہ پڑتا اور اسے دیر ہوتی تو وہ روتا اور چلاتا تھا۔ وہ سمجھ چکے تھے کہ ان ابتلاؤں کے نیچے خدا تعالیٰ کی رضا کا پروانہ اور خزانہ مخفی ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ قرآن شریف ان کی تعریف سے بھرا ہوا ہے اسے کھول کر دیکھو۔ صحابہ کی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا عملی ثبوت تھا۔ صحابہ جس مقام پر پہنچے تھے اس کو قرآن شریف نے اس طرح پر بیان فرمایا ہے۔ مِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ۔ یعنی بعض ان میں سے شہادت پا چکے ہیں اور انہوں نے گویا اصل مقصود حاصل کر لیا ہے اور بعض اس انتظار میں ہیں کہ چاہتے ہیں کہ شہادت نصیب ہو۔ صحابہ دنیا کی طرف نہیں جھکے کہ عمریں لمبی ہوں اور اس قدر مال اور دولت ملے اور یوں بےفکری اور عیش کے سامان ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں جب صحابہ کے اس نمونے کو دیکھتا ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کے کمال فیضان کا بےاختیار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کس طرح پر آپ نے ان کی کایا پلٹ دی اور انہیں بالکل روبخدا کر دیا۔ **اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم۔**

آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا فرض یہ ہونا چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے جویا اور طالب رہیں اور اس کو اپنی اصل مقصود قرار دیں۔ ہماری ساری کوشش اور تگ و دو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے میں ہونی چاہئے خواہ وہ شدائد اور مصائب ہی سے حاصل ہو۔ یہ رضائے الٰہی دنیا اور اس کی تمام لذات سے افضل اور بالاتر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ فرض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور انور نے مکرم الحاج اسماعیل بی کے آڈو صاحب کے اوصاف حمیدہ بیان فرمائے اور نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

......☆......☆......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 16 March 2018

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....
....
....
....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB